72338 ـ عزت لوٹنے اور دست درازی کرنے کا حکم

سوال

عورت كى عزت لوٹنے كا شرعى حكم كيا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

الاغتصاب كا معنى:

كسى چيز كو ظلم اور زبردستى لينے كو عربى ميں اغتصاب كا نام ديا جاتا ہے، اور اس وقت يہ اصطلاع عورتوں كى زبردستى عزت لوٹنے ميں استعمال ہوتى ہے.

يہ ايك ايسا جرم ہے جو سب شريعتوں ميں قبيح اور حرام ہے، اور سب عقل و داش اور فطرت سليمہ ركھنے والے اسے حرام اور قبيح ہى گردانتے ہيں، اور اسى طرح سب زمينى قوانين اور نظاموں ميں بھى يہ جرم قبيح اور شنيع شمار ہوتا ہے، اور اس كے نتيجہ ميں سخت سے سخت سزا دى جاتى ہے، ليكن كچھ ملكوں ميں يہ سزا اس صورت ميں معاف ہو جاتى ہے جب دست درازى كى قربانى بننے والى عورت سے شادى كر لى جائے! اور يہ نظام اور قانون اللہ تعالى كے قوانين اور نظام كے مخالف قانون اور نظام بنانے والوں ميں قلت دين يا دين بالكل نہ ہونے اور فطرت كے خلاف فطرت كے الٹا پن، اور خلل عقل كى دليل ہے.

ہم نہيں جانتے كہ جلاد اور اس كى قربانى بننے والى عورت كے مابين كونسى محبت و مودت ہوگى، اور خاص كر اس دست درازى اور عزت لوٹنے كے عمل كو نہ تو ايام و ماہ اور سال محو كرينگے، اور نہ ہى اسے زمانہ اور وقت مٹائےگا ـ جيسا كہ كہا جاتا ہے ـ اس ليے جن عورتوں كى عزت لوٹى گئى اور دست درازى كر كے ان كى عزت كو تار تار كيا گيا ان ميں سے بہت سارى خودكشى كرنے كى كوشش كرتى ہيں، اور بہت سارى تو اس ميں كامياب بھى ہوجاتى ہيں، اور يہ ثابت ہو چكا ہے كہ اس طرح كى شادياں ناكام ہو جاتى ہيں، اور دست درازى كرنے والا شخص اس عورت كو ذليل و رسوا ہى كر كے رہى اپنے ساتھ ركھتا ہے.

اور اس شريعت مطہرہ كے لائق تھا كہ اس شنيع اور قبيح فعل كى حرمت ميں، اور اس كى مرتكب افراد كے ليے قابل

عبرت سزا کے متعلق اس کا واضح اور صاف موقف ہو.

اور پھر اسلام نے تو وہ دروازے بھی بند کر دیے ہیں جس کے ذریعہ مجرم اپنے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، یورپی سرچ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ عورتوں پر دست درازی کرنے اور انکی عزت تار تار کرنے والے اکثر افراد مجرم لوگ ہی ہوتے ہیں، اور وہ اپنا یہ شنیع فعل شراب نوشی اور دوسری نشہ آور اشیاء کے نشہ میں دھت ہو کر ہی کرتے ہیں، اور وہ اپنے شکار کو الگ جگہ اکیلا جانے کو فرصت سمجھتے ہیں، یا پھر عورت کا اپنے گھر میں اکیلا رہنا انہیں فرصت اور موقع دیتا ہے.

اور اسی طرح اس ریسرچ اور سروے سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ یہ مجرم قسم کے لوگ جو کچھ ٹی وی چینلوں اور انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں کہ عورت بن سنور کر اور تقریبا بےلباس ہو کر باہر نکلتی ہے، تو یہ سب کچھ انہیں اس جرم کے ارتکاب کا حوصلہ اور جرات دیتا ہے.

شریعت اسلامیہ نے ایسے قوانین بنائے ہیں جن کی بنا پر عورت کی عزت و عصمت اور حیاء محفوظ رہتی ہے، اور وہ قوانین اسے اس کے منافی لباس زیب تن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، اور اسے اکیلا اور بغیر محرم سفر کرنے سے بھی منع کرتے ہیں، اور اجنبی اور غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنے سے منع کرتے ہیں.

اور پھر شریعت اسلامیہ نے نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکی کی شادی جلد کرنے پر ابھارا ہے، یہ سب کچھ - اور اس کے علاوہ باقی اسلامی قوانین - مجرموں کے لیے اپنا شکار جال میں پھنسانے کے دروازے بند کرتا ہے، اسی لیے جب ہم یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ اس طرح کے اکثر جرائم فحش معاشرے میں ہوتے ہیں، اور اس معاشرے کے لوگ مسلمان عورتوں سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ ترقی میں ان کی طرح ہو جائیں!

چنانچہ مثال کے طور پر امریکہ میں انٹرنیشنل معافی کمیٹی نے (2004 میلادی) کی اپنی سالانہ رپورٹ " عورت کے خلاف سازش بند کرو " کے عنوان میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر نوے (90) سیکنڈ یعنی ڈیرھ منٹ میں یہاں ایک عورت کی عزت لوٹی جاتی ہے! تو یہ لوگ کونسی حیاء کی زندگی بسر کر رہے ہیں ؟! اور یہ کونسی ترقی حضارت ہے جسے وہ مسلمان عورتوں میں داخل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ؟!

دوم:

اور شریعت اسلامیہ میں عزت لوٹنے کی سزا یہ ہے کہ:

غاصب اور عزت لوٹنے والے شخص پر زنا کی حد جاری ہوتی ہے، اگر وہ شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائیگا، اور اگر وہ شادی شدہ نہیں تو پھر اسے سو کوڑے لگا کر ایک برس کے لیے جلاوطن کیا جائیگا.

اور بعض علماء كرام تو اس پر يہ بھی واجب كرتے ہيں كہ وہ عورت كو مہر بھی ادا كرے.

امام مالك رحمہ اللہ كہتے ہيں:

ہمارے ہاں تو عزت لوٹنے والے شخص كے بارہ ميں حكم يہ ہے اگر عورت آزاد ہے تو پھر وہ مہر مثل دےگا، چاہے عورت كنوارى ہو يا شادى شدہ، اور اگر وہ لونڈى ہے تو اس كى جتنى قيمت كم ہوئى وہ ادا كرنا ہو گى، اور عزت لوٹنے والے پر ہى حد جارى ہوگى، اور اس سارے مسئلہ ميں جس عورت كى عزت لوٹى گئى اس كو كوئى سزا نہيں " انتہى.

ديكھيں: الموطا (2 / 734).

شيخ سليمان الباجى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

جس عورت پر زبردستى كى گئى ہو اگر تو وہ آزاد ہے تو جس نے اس كى عزت لوٹى اسے اس كا مہر مثل ادا كرنا ہوگا، اور عزت لوٹنے والے پر حد لگائى جائيگى، امام شافعى رحمہ اللہ كو قول اور ليث رحمہ اللہ يہى مسلك ہے، اور على بن ابى طالب رضى اللہ تعالى سے مروى ہے.

اور امام ابو حنيفہ اور امام ثورى رحمہما اللہ كہتے ہيں: اس پر حد جارى ہو گى، ليكن مہر نہيں ہے.

ہمارے قول كى دليل يہ ہے كہ:

حد اور مہر يہ دونوں حق ہيں، ايك حق تو اللہ تعالى ہے، اور دوسرا حق مخلوق كا ہے، تو اس طرح جائز يہ ہوا كہ يہ دونوں جمع ہوں، جس طرح كہ چورى ميں ہاتھ كاٹنا اور چورى كا سامان واپس كرنا ہوتا ہے. انتہى.

ديكھيں: المنتقى شرح الموطا (5 / 268 - 269).

اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور علماء كرام اس پر متفق ہيں كہ دست درازى كر كے عزت لوٹنے والے شخص پر حد جارى ہوگى اگر اس پر حد واجب ہونے كى گواہى مل جائے، يا وہ خود اقبال جرم كر لے، اور اگر ايسا نہ ہو تو اس كو سزا دى جائيگى، (يعنى جب چار گواہ نہ ہونے، اور اقبال جرم نہ ہونے كى وجہ سے اس پر حد ثابت نہ ہوتى ہو، تو حكمران اور قاضى اسے اتنى سزا ضرور ديگا جس سے اس طرح كے جرم كا سد باب ہو اور آئندہ كوئى اور نہ كرے) اور اگر يہ صحيح طور پر ثابت ہو جائے كہ عورت كى عزت زبردستى لوٹى گئى ہے، اور اس كى چيخ و پكار اور مدد طلب كرنے كے باوجود مرد اس پر غالب آ گيا تھا تو عورت پر سزا نہيں ہو گى " انتہى.

دیکھیں: الاستنکار (7 / 146).

سوم:

اور زبردستی عزت لوٹنے والے شخص کو زنا کی حد کا لگانا اس وقت ہے جب اس نے اسلحہ کے زور پر عزت نہ لوٹی ہو، لیکن اگر اس نے اسلحہ کے زور پر عورت کی عزت لوٹی تو پھر وہ محارب شمار ہوگا، اور اس پر درج ذیل آیت میں مذکور حد لگائی جائیگی:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدۃ (33).

چنانچہ حکمران اور قاضی اس آیت میں مذکور ان چار سزاؤں میں سے جسے مناسب سمجھے اور جس میں مصلحت ہو جس کی بنا پر معاشرے میں امن و سلامتی پھیل سکتی ہو، اور ظالموں اور فسادیوں کو ان کے جرائم سے روک سکتی ہو اختیار کر سکتا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ (41682) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .